Negotiations 4:2 (Dec. 2024) pp. 296-313 ISSN: 2789-293X

مکالماتی مزاح اور ابن صفی: علی عمران کے خصوصی حوالے سے

Conversational Humour and Ibn-e-Safi: A Special Reference to Ali Imran

Hamid Mehmood
PhD-Urdu Scholar, NUML, Islamabad
hamed47pk@gmail.com
Dr. Saima Nazir
Assistant Professor-Urdu, NUML, Islamabad
snazir@numl.edu.pk

KEYWORDS

Detective Fiction
Conversational Humor
Contradiction
Entertainment
Sarcasm
Parody
Unexpected Responses
Wordplay
Narrative Structure

DATES

Received	**02-11-2024**
Accepted	**25-11-2024**
Published	**31-12-2024**

QR CODE

ABSTRACT

Ibn-e-Safi presented humour in Urdu detective fiction in a unique style, particularly through the character of Ali Imran. The conversational humour of Ibn-e-Safi's central character, Ali Imran, is not merely for entertainment; it incorporates literary comedic techniques such as unexpected responses, contradictions, innocent sarcasm, parody, and wordplay. These elements make even serious situations amusing for the reader. Ali Imran's wit is crafted with elegance, intelligence, and composure, making the dialogues not only lively but also sustaining the story's engagement. Ibn-e-Safi's humour carries literary depth and reflects contemporary societal conditions. The humour of Ali Imran is not just a source of amusement but plays a significant role in the narrative structure. Even while delivering witty dialogues, Ali Imran remains committed to his professional responsibilities. Ibn-e-Safi's conversational humour holds a distinguished place in Urdu literature.

DOI:
https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/125

تلخیص:

ابنِ صفی نے اردو جاسوسی ادب میں مزاح کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا، خاص طور پر علی عمران کے کردار کے ذریعے۔ ابن صفی کے مرکزی کردار علی عمران کا مکالماتی مزاح محض تفریح نہیں ہے بلکہ اس میں غیر متوقع جوابات، تضاد، معصومانہ طنز، پیروڈی، اور تحریفِ لفظی جیسے ادبی مزاحیہ حربے شامل ہیں۔ یہی وہ حربے ہیں جو سنجیدہ مواقع پر بھی قاری کو محظوظ کرتے ہیں۔ علی عمران کی گفتگو میں ظرافت کو شائستگی، ذہانت اور تحمل کے ساتھ برتا گیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف مکالمے جاندار ہوتے ہیں بلکہ کہانی کی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔ ابنِ صفی کے مزاح میں ادبی گہرائی اور معاصر حالات کی عکاسی ملتی ہے۔ ابن صفی کے مرکزی کردار علی عمران کے مزاح محض تفریح نہیں بلکہ وہ کہانی کی بنت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علی عمران مزاحیہ مکالموں کے دوران وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہوتا ہے۔ ابن صفی کا مکالماتی مزاح اردو ادب میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

مزاح کی بدولت گفتگو میں شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ خوش مزاجی کی علامت ہے۔ مزاح ظرافتِ طبعی کا نتیجہ ہے۔ اس کی وجہ سے محفل میں جان پڑتی ہے اور یہ باہمی تعلق میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ عام گفتگو کی طرح مزاح کو نظم و نثر میں بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن تحریر میں مزاح کو استعمال کرنا زبانی گفتگو و مکالمے کے مقابلے میں زیادہ مشکل ہے۔ اس کے لیے فن پر مہارت ضروری ہے۔

مزاح نگاری مختلف ادبی اصناف میں اہمیت رکھتی ہے۔ مزاح نگاری کو الگ صنف کا درجہ بھی حاصل ہے۔ مزاح نگار کی مثال اس طبیب سے دی جاتی ہے جو قلب کی فرحت کے لیے کڑوی دوا کو مٹھاس میں ملفوف کر کے پیش کرتا ہے اور سے مریض نشاط اور تقویت پاتا ہے۔ مزاح معاشرتی ناہمواریوں، زندگی کی تلخیوں اور زمانے کے دکھوں کو پی کر مسکرانے کا عمل ہے۔ یہ مصائب و مشکلات کی ایسی منفرد تصویر پیش کرنے کا نام ہے جو عام انسانی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے۔ مزاح نگاری ہمت و حوصلے کا کام ہے۔ عام خیال یہ ہے جب ظرافت میں فقط خوش طبعی پائی جائے تو وہی مزاح ہوتا ہے۔ یعنی اعلیٰ ذہانت اور خوش طبعی مل کر مزاح کو جنم دیتے ہیں۔ اگر ذہانت و ظرافت نہ ہو یا معاملہ خوش طبعی سے آگے بڑھ کر تمسخر اور مخول تک پہنچ جائے تو مزاح ختم ہو جاتا ہے اور جب گفتگو میں مزاح نہ ہو تو طبیعت کا نشاط بھی باقی نہیں رہتا۔ اسی لیے ڈاکٹر قمر رئیس لکھتے ہیں: "کہتے ہیں کہ اعلیٰ ظرافت کا خالق وہی ہو سکتا ہے جو خود اپنی ذات صفات پر ہنسنے کا سلیقہ اور حوصلہ رکھتا ہو۔"(1)

مزاح گہری ذہانت اور ظرافت کا امتزاج ہوتا ہے۔ فکر و فن اور انسانی ذوق کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھے بغیر اعلیٰ درجے کی مزاح نگاری نہیں کی جا سکتی۔ اگر فن کی باریکیوں اور ذوق کی نزاکتوں کا لحاظ نہ رکھا جائے تو مزاح نگاری پھکڑ پن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھکڑ پن عام طور پر جہلا، وحشی مزاج اور غیر تربیت یافتہ لوگوں کے ذوق کے مطابق ہوتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں

"وحشی انسان کا ذوقِ مزاح ہمارے یہاں اسکول کے بچوں کے ذوق مزاح سے مماثلت رکھتا ہے۔" [2] ہمارے ہاں مزاح نگاری کے نام پر ایسے ہی پھکڑ پن کے نمونے ملتے ہیں۔ اس سے ذوق کی تعمیر نہیں تخریب ہوتی ہے۔ ابتذال اور اوچھا پن سے سستی شہرت تو حاصل ہو سکتی ہے لیکن ادب اور سماج کی خدمت نہیں ہو سکتی۔

ادب میں مزاح کی تخلیق پانچ عوامل کی مرہون منت سمجھی جاتی ہے۔ (1) موازنہ (2)زبان و بیان کی بازی گری (3)مزاحیہ صورت واقعہ 4۔ مزاحیہ کردار (6) پیروڈی یا تحریف

مزاح کی تخلیق کے یہ پانچوں حربے آسان نہیں ہیں۔ انھیں فنکارانہ انداز میں وہی برت سکتا ہے جس نے زندگی کا گہرا مشاہدہ کر رکھا ہو، جو انسانوں کے دکھوں اور غموں کو اچھی طرح سمجھتا ہو، جسے انسانوں کے ساتھ واقعی ہمدردی ہو اور جو زبان و بیان کا رمز آشنا ہو۔ محاورے اور اسالیب پر عبور رکھتا ہو اور سادگی و برجستگی اور پرکاری کے ساتھ اظہار کی قوت کا حامل ہو۔

اردو ادب نے متعدد ایسے مزاح نگاروں کو پیش کیا جن کے فکر و فن سے ایک دنیا متاثر ہوئی۔ مزاح نگاری کے باب میں متعدد نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مزاح نگاری کو کہانیوں، انشائیوں، مضامین، خاکوں اور شاعری میں برتا گیا ہے۔ مزاح کا فن ناول میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جاسوسی ادب میں مزاح کو بامقصد انداز میں پیش کرنے کا سہرا اردو جاسوسی ناول نگاری کے باوا آدم یعنی ابن صفی کے سر ہے۔ ابنِ صفی نے مزاح نگاری کو جاسوسی ناول کے ماحول میں برجستگی، سادگی اور کمال فن کاری کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ سنسنی خیز واقعات کے دوران مضحک اقوال کہانی کی معنویت اور حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ مضحک اقوال صرف ہنسنے ہنسانے کے لیے استعمال نہیں ہوئے بلکہ ان میں سماجی ناہمواریوں، گردش ایام، مصائب زمانہ اور معاشرتی رویوں پر گہرے طنز کے ساتھ تدبر اور تفکر کی دعوت بھی پائی جاتی ہے۔ اعلیٰ مزاح نگاری کے بنیادی اوصاف بھی یہی ہیں کہ وہ مقصدیت کا پہلو رکھتا ہے۔ یہ محض مسکرانے کا نام نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک زخم بھی موجود ہوتا ہے۔

زیر نظر مضمون میں ابن صفی کے فنِ مزاح نگاری کا ایک خاص تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ علی عمران ابنِ صفی کا معروف جاسوسی کردار ہے جو کہ اپنی عبقریت اور مزاحیہ طبیعت کے حوالے سے شہرت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علی عمران کے کردار میں ابنِ صفی مرحوم کے ذاتی مزاج کی جھلکیاں پائی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے ابن صفی کے مزاحیہ اسلوب کا جائزہ لینے کے لیے ان کے معروف ترین کردار کے منتخب مضحک اقوال کا ایک جائزہ اس آرٹیکل میں پیش کیا گیا ہے تاکہ نئے مزاح نگار اردو کے اس عظیم ناول نگار کی مزاح نگاری کے اسرار و رموز سے آگاہ ہو سکیں۔

علی عمران بنیادی طور پر ایک جاسوسی کردار ہے لیکن اس کے کردار کے جملہ پہلوؤں میں ایک اہم اور نمایاں پہلو طنز و مزاح کا ہے۔ علی عمران کے مکالموں میں طنز و مزاح کی متنوع صورتیں ملتی ہیں۔ طنز و مزاح کی ایک صورتیں جہاں فن کار کی فن

کاری کا اظہار ہیں وہیں کہانی کی دلچسپی میں اضافہ کرتی ہیں۔ البتہ طنز و مزاح سے بھرپور مکالمے اور عملی سرگرمیوں کے دوران بھی وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو نہیں بھولتا۔ اس مکالمے میں دیکھیے:

"پوری بات سنانے سے پہلے یہ بتاؤ کہ اس لاش کے متعلق تم کیا بتا سکتے ہو؟"

"آج بارہ بجے دن کو یہ دیکھی گئی۔" فیاض نے کہا۔

"اونہہ! میں زیادہ عقل مندانہ جواب نہیں چاہتا۔" عمران ناک سکوڑ کر بولا۔

"میں یہ جانتا ہوں کہ کسی نے اس پر تین وار کیے ہیں۔"

"اور کچھ!" عمران اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اور کیا؟" فیاض بولا۔

"مگر۔۔ شیخ چلی دوئم۔۔۔ یعنی علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی کا خیال کچھ اور ہے۔"

"کیا؟"

"سن کر مجھے الو سہی (صحیح) احمق بٹا دو سمجھنے لگو گے۔"

"ارے یار کچھ بتاؤ تو سہی۔"

"اچھا سنو! قاتل نے پہلا وار کیا۔۔۔ پھر زخم سے پانچ پانچ انچ کا فاصلہ ناپ کر دوسرا وار کیا اور اس بات کا خیال رکھا کہ زخم بالکل سیدھ میں رہیں۔ نہ ایک سوت اِدھر اور نہ ایک سوت اُدھر۔"

"کیا بکتے ہو؟" فیاض بڑبڑایا۔

"ناپ کر دیکھ لو میری جان! اگر غلط نکلے تو میرا سر قلم کر دینا۔۔۔ آں۔۔۔ شاید میں غلط بول گیا۔۔۔ میرے قلم پر سر رکھ دینا۔۔۔" عمران نے کہا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ (3)

درج بالا حوالہ علی عمران سیریز کے پہلے ناول سے لیا گیا ہے۔ اس گفتگو میں الفاظ کی توڑ پھوڑ، محاوروں میں انتقالِ ذہنی اور سبقت لسانی کا اظہار کر کے ایک مضحک صورت حال کو بیان کیا گیا ہے لیکن کلام کی رفتار اور تسلسل میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا، یعنی مدعا واضح ہو رہا ہے کہ گفتگو میں شریک دونوں کردار ایک ناخوش گوار صورت حال کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ ایک لاش کے سامنے موجود ہیں جس پر ایک خاص انداز میں زخم لگائے گئے ہیں۔ مصنف کا کمال یہ ہے کہ ایسے نازک موقع پر اس کا کردار علی عمران اپنی گفتگو کے معیار کو برقرار رکھے ہوئے ہے جو کہ اس کی ذہنی صلاحیتوں کا اظہار ہے۔ الو صحیح اور احمق بٹا دو، ریاضی اور اردو کے امتزاج سے بنائی گئی خود ساختہ اصطلاح ہے جو کہ علی عمران کی ریاضی دانی اور اردو میں دلچسپی کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ کردار خود کو ایک مضحک حالات میں پیش کر رہا ہے جس سے گفتگو میں مزاح کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ قلم پر سر رکھ دینا، یہ جملہ بھی انتقال ذہنی کی مضحک صورتِ حال کی نشان دہی کرتا ہے۔ محاورے یعنی سر قلم کر دینا کو سبقت لسانی کے طور پر قلم پر سر رکھ دینا سے تعبیر کر ایک مضحک

حالت کی منظر کشی کی گئی ہے جس سے موقع واردات پر پیدا ہونے والی بوجھل صورت حال ایک دلچسپ ماحول میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہی مزاح نگاری کی خوبی ہے کہ وہ واقعات کو بوجھل ہونے سے محفوظ رکھتے ہوئے قارئین کو نشاط کا موقع فراہم کرتی ہے:

"لاش اسی وقت چاہیے یا صبح۔" عمران نے پوچھا۔

"لاش!" فیاض اچھل پڑا۔ "کیا کہتے ہو۔ کیسی لاش۔"

"کسی شاعر نے دو غزلہ عرض کر دیا ہے۔"

"اے دنیا کے عقل مند ترین احمق صاف صاف کہو۔" فیاض جھنجھنا کر بولا۔

"ایک دوسری لاش۔۔۔ تین زخم!!! زخموں کا فاصلہ پانچ پانچ انچ۔۔۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق ان کی گہرائی بھی یکساں نکلے گی۔"

"یار بے وقوف مت بناؤ۔" فیاض عاجزی سے بولا۔

"جج صاحب والی کنجی موجود ہے۔ عقلمند بن جاؤ۔" عمران میں خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ ہوا کس طرح؟"

"اسی طرح جیسے شعر ہوتے ہیں۔۔۔ لیکن یہ شعر مجھے بھرتی کا معلوم ہوتا ہے جیسے شعر:

میر کے دین و مذہب کا کیا پوچھتے ہو اب اس نے تو

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا"

"بھلا بتاؤ دیر میں کیوں بیٹھا جلدی کیوں نہیں بیٹھ گیا۔"

"دیر نہیں دیر ہے۔ بت خانہ۔" فیاض نے کہا پھر بڑبڑا کر بولا: "لاحول ولا قوۃ میں کس لغویت میں پڑ گیا۔ وہ لاش عمارت کے کس حصے میں ہے۔"(4)

ایک انتہائی سنجیدہ موضوع پر ہونے والی یہ گفتگو اعلیٰ مزاح کے رنگ میں ہے۔ علی عمران کو موقع واردات سے ایک اور لاش مل جاتی ہے جس پر وہ پولیس افسر فیاض سے گفت و شنید کر رہا ہے۔ فیاض پوچھتا ہے کہ یہ دوسری لاش کہاں سے آ گئی جس کے جواب میں علی عمران اس دردناک اور حست انگیز صورت حال کا موازنہ عصر حاضر کے شعر و سخن کی صورت حال سے کرتا ہے جو کہ حالات و واقعات کی نہایت مضحک تعبیر ہے۔ وہ پہلے وہ لاش لے متعلق دو غزلہ کا استعارہ استعمال کرتا ہے، یعنی جس طرح آج کل شاعروں کا دو غزلہ طبیعت پر بوجھل ہوتا ہے اسی طرح اس کیس میں ایک دوسری لاش کی موجودگی نے صورت حال کو مزید سنجیدہ اور رنجیدہ بنا دیا ہے۔ پولیس افسر فیاض پوچھتا ہے کہ یہ ہوا کس طرح تو علی عمران غیر متوقع جواب کے طور پر کہتا ہے کہ بالکل اسی طرح جیسا کہ شعر ہوا کرتا ہے یعنی آج کل کے شعرا کسی سبب اور مقصد کے بغیر اشعار کہہ دیتے ہیں جن کی آمد اور مقصد سے سننے والے ناواقف رہتے ہیں اسی طرح میں بھی اس دوسری لاش کی موجودگی کا سبب نہیں جانتا۔ اس جواب میں تضاد، غیر متوقع جواب اور موزانہ کی تکنیک کا استعمال ہوا ہے۔

اسی گفتگو میں علی عمران فیاض کو اپنی باتوں میں الجھالیتا ہے جس سے ایک مزاح کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ عام سماجی گفتگو میں بھی ہم دیکھتے آئے ہیں کہ ایک ناپختہ ذہن کا حامل فرد کسی سنجیدہ شخص کی توجہ کام پر سے ہٹا کر غیر متعلق موضوع کی جانب لے جاتا ہے اور بعد میں اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک غیر متعلق موضوع میں الجھ گیا تھا۔ یہی صورت حال یہاں پائی جاتی ہے کہ جب علی عمران میر کے ایک مشہور شعر میں دَیر (مندر) کا تلفظ غلط کیا اور دیر (تاخیر) کے معنٰی میں استعمال کیا۔ یہ غلطی عموماً اسکول کے طلبہ ہی کرتے ہیں اس لیے فیاض بھی اس گفتگو میں الجھ گیا جس کا اسے بعد میں احساس ہوا۔ تجاہل عارفانہ کے ذریعے غیر متعلق موضوع میں کسی کو الجھالینا بھی فنِ ظرافت کی تکنیک ہے جس کا یہاں استعمال ہوا ہے:

"دروازہ کھول کر دونوں لاش والے کمرے میں آ گئے۔ عمران نے ٹارچ روشن کی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس طرح سہلا رہا تھا جیسے دماغ میں دفعتاً گرمی چڑھ گئی ہو۔

لاش غائب تھی۔

"یہ کیا مذاق ہے؟" فیاض بھنا کر پلٹ پڑا۔

"ہوں۔ بعض عقلمند شاعر بھرتی کے شعر اپنی غزلوں سے نکال بھی دیا کرتے ہیں۔"

"یار عمران میں باز آیا تمہاری مدد سے۔"

"مگر مری جان یہ لو دیکھو۔۔۔ نقش فریادی ہے کسی کی شوخیٔ تحریر کا۔۔۔ لاش غائب کرنے والے نے ابھی خون کے تازہ دھبوں کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ مرزا افتخار رفیع سودا آیا کوئی صاحب فرماتے ہیں۔

قاتل ہماری لاش کو تشہیر دے ضرور آئندہ تاکہ کوئی نہ کسی سے وفا کرے۔"(5)

یہ اسی گفتگو کا حوالہ ہے۔ اس حوالے میں ایک سنسنی خیز واقعے یعنی لاش کے غائب ہونے کا موازنہ شعرا کی ایک عام عادت سے کیا گیا ہے کہ وہ بھرتی کے اشعار کو بعد میں اپنے دیوان سے خارج کر دیا کرتے ہیں۔ شعرا کی اس عادت کا موازنہ لاش غائب ہونے کے سنسنی خیز واقعے کے ساتھ پیش کر کے ایک حیرت انگیز استعارہ پیدا کیا گیا ہے جس نے گفتگو میں ایک گہرے مزاح کی صورت پیدا کر دی ہے۔ اسی طرح اس موقع پر تلمیح کے انداز میں غالب اور سودا کے اشعار بطورِ مزاح بر محل پڑھے گئے جس سے گفتگو میں ایک مضحک صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ ایک سنجیدہ صورت حال میں سے ایک انوکھی کیفیت کو پیدا کرنے سے یہ پورا سلسلہ گفتگو مزاح کی ایک اعلیٰ صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس میں جرم کی موجودگی کے باوجود اردو اشعار کا ایسا بر محل اور برجستہ استعمال دراصل قارئین کے لیے بھی غیر متوقع کیفیت پیدا کرتا ہے اور اسی تضاد، غیر متوقع موازنے اور زبان و بیان کے اعلیٰ استعمال سے ابن صفی کا کردار عملی عمران مضحک اقوال کے سلسلے میں اردو کت کسی بھی اعلیٰ مزاحیہ کردار سے پیچھے دکھائی دیتا نہیں ہے:

"عمران سفر کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ رومیلا آ گئی۔

"کیوں آپ کہاں تھے؟"

"ہنالولو میں۔۔۔ اب ونڈلمیر کیسل جا رہا ہوں!۔۔۔ وہاں سے قطب جنوبی کے لیے اُڑوں گا اور وہاں سے سیدھا مریخ!"

"آپ دوسروں کو احمق کیوں سمجھتے ہیں!"

"آپ اتنی چڑچڑی کیوں ہیں! میں کہتا ہوں مرغیاں پالیے! مرغیاں پالنے سے آدمی خوش اخلاق اور متحمل مزاج ہو جاتا ہے۔"(6)

اس سلسلہ گفتگو میں علی عمران ایک خاتون کو غیر متوقع جواب کی تکنیک سے زچ کر دیتا ہے۔ دراصل وہ خاتون کے سوالوں کا درست جواب ہی نہیں دینا چاہتا لیکن بجائے خاموش رہنے کے وہ غیر متوقع جواب اور اپنے سفر کو ایک فرضی سفر کی تمثیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ ان دنوں چونکہ چاند پر انسانی سفر کا چرچا تھا اس لیے اس جواب میں عصری رجحانات کا موازنہ بھی شامل ہے۔ اسی بات پر خاتون چڑ جاتی ہے لیکن علی عمران یہاں بھی اسے ایک احمقانہ مشورے سے نوازتا ہے۔ موقع گفتگو میں یہ مشورہ یقیناً احمقانہ ہے تاہم اس کے مشورے میں ایک سماجی طنز بھی موجود ہے۔ مرغبانی کا مزاج اصلاح سے براہ راست کوئی تعلق نہیں لیکن چونکہ مرغبانی کرنے والے عام طور پر معاشرے میں کم تر درجے کے افراد سمجھے جاتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ انھیں منہ لگانا پسند نہیں کرتے۔ اسی پر علی عمران کا جواب سماجی رویے پر ایک طنز ہے۔

کچھ دیر بعد سیسرو کو ہوش آ گیا اور وہ اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے کسی نے اس پر حملہ کر دیا ہو۔ لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ کھل گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رک گئی ہو:

"تم۔۔۔ تم۔۔۔" عمران ہکلایا۔ "تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

سیسرو خاموش کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ غالباً بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا۔" عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور تھوڑے توقف سے کہا۔ "مگر کنفیوشش نے غلط کہا تھا۔ اس کے برعکس مدھوبالا نے ٹھیک کہا تھا کہ لکس صابن کی ٹکیہ چبانے سے فلم اسٹاروں کی رنگت نکھر آتی ہے۔"

دفعتاً سیسرو نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن نہایت اطمینان سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔(7)

مزاحیہ تکنیک میں سے مضحک افعال ایک کثیر الاستعمال گُر ہے لیکن مضحک افعال پھکڑ پن سے محفوظ رکھتے ہوئے پیش کرنا ہر گز آسان نہیں ہے۔ کسی انسان کی داخلی کیفیات کو اس کے فعل سے سمجھنا اور پھر اس کی درست منظر کشی کرتے ہوئے قارئین کے سامنے یوں پیش کرنا کہ کہ وہ اس مضحک صورت حال سے لطف اندوز ہو سکیں، انسانی نفسیات سے واقفیت اور زبان و بیان پر مکمل گرفت کے بغیر دشوار ہے۔ کسی فعل کو مضحک انداز میں تعبیر کرنے کے لیے اسے دوسرے فعل سے تشبیہ دینا لطافت اور ظرافت پیدا کرتا ہے جو کہ گفتگو کو پُر مزاح بنا دیتا ہے۔

مذکورہ عبارت میں سیسرو نامی خطرناک مجرم کی ذہنی کیفیات اور اس کے جسمانی افعال کو کسی حملہ کرنے اور پھر کسی چلتی ہوئی مشین کے یکایک بند ہو جانے سے تعبیر کر کے صورت حال میں ایک مزاحیہ پہلو پیدا کیا گیا ہے۔ مضحک صورت حال کو پیش کرنے کے بعد علی عمران کے مضحک اقوال میں عصری رجحانات کے ساتھ موازنہ بھی موجود ہے۔ کنفیوشش کے اقوال کی جگہ مدھو بالا کے ٹی وی اشتہار کو فوقیت دینا، عصری تناظر کو بیان کرتا ہے کہ اب لوگ فلم اور ٹی وی اداکاروں اور فن کاروں کی گفتگو کو عقلی اور فلسفیانہ گفتگو پر ترجیح دینے لگے ہیں اور صابن کے اشتہار کو علمی مکالموں پر برتری حاصل ہو گئی ہے۔ علی عمران کا یہ مضحک قول تضادات کا اجتماع ہے۔ وہ سماج کا گہرا موازنہ پیش کر رہا ہے اور ساتھ ہی اپنے حریف کو بھی طیش دلا رہا ہے۔ گویا یہ اس کا ایک حربہ بھی ہے۔ چناچہ مجرم نے مشتعل ہو کر علی عمران پر چھلانگ لگائی لیکن نتیجہ یہاں بھی غیر متوقع نکلا یعنی مجرم نہایت اطمینان سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ گویا علی عمران مضحک صورت حال کو پیش کرتے وقت مجرم سے غافل نہیں ہے اور پیشہ ورانہ حوالے سے مہارت رکھتا ہے۔ گویا یہ اس بات کا اظہار ہے کہ علی عمران کے ہاں مزاح اس کردار کا ایک حربہ ہے۔ وہ مزاح کے رنگ میں بھی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہوتا بلکہ علی عمران کے ہاں مزاح بھی پیشہ ورانہ ذمہ داری اور جاسوسی کے عمل کا ایک بنیادی جزو معلوم ہوتا ہے۔

علی عمران حریف کو اپنی جسمانی پھرتی، فنِ حرب میں مہارت اور ذہانت کے بل بوتے پر زچ کرنے کا عادی ہے۔ ایسے مواقع پر وہ مضحک رویے کا گُر استعمال کرتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کے مزاحیہ تبصرے بھی جاری رہتے ہیں جس کی وجہ سے حریف اشتعال میں آجاتا ہے اور علی عمران کے لیے اس پر قابو پانا مزید آسان ہو جاتا ہے۔

علی عمران کا طرزِ مزاح میں مکالماتی اور واقعاتی دونوں انداز کا مزاح پایا جاتا ہے۔ وہ بذات خود ایک مضحک کردار نہیں اس کے باوجود وہ واقعاتی انداز کا مزاح پیدا کرنے کا عادی بھی ہے۔ مزاحیہ اعمال اس سے بالکل طبعی انداز میں صادر ہوتے ہیں۔ اگر مزاحیہ حرکتوں کے پسِ پردہ اس کے اپنے مقاصد نہ ہوں تو وہ ایک مضحک کردار ہی دکھائی دے گا۔ مضحک حرکات کے ساتھ ساتھ اس کی گفتگو، مکالموں اور تبصروں میں بھی مزاح کی جھلکیاں پائی جاتی ہیں لیکن اس کا مزاح دراصل مضحک حرکات کی مانند ہی کچھ خاص مقاصد کے تحت ہوا کرتا ہے

"یہ کار تمہاری ہے؟" کیپٹن خاور نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں میری ہی ہے۔ کیوں؟"

"کہاں ہاتھ صاف کیا؟"

"تو لیے میں۔۔۔ ویسے میرے ہاتھ ہر وقت صاف رہتے ہیں اور دانتوں کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھتا ہوں۔"

جولیا کار سٹارٹ کر کے دوسری طرف مڑ گئی۔ عمران کہہ رہا تھا: "خیر، اب آؤ دیکھیں کہ اس مکان کا کرایہ مکانیت سے زیادہ تو نہیں ہے۔"

"کیا مطلب۔۔۔!" خاور آنکھیں نکال کر بولا: "تم دونوں یہاں کیا کر رہے تھے۔"

"صبر کر رہے تھے۔۔۔ ویسے ہمارا خیال تھا کہ اگر یہاں اس وقت ہم دونوں کے ممی پاپا موجود ہوتے تو کتنا مزہ آتا۔" عمران نے کہا اور عمارت کی طرف مڑ گیا۔(8)

درج بالا مکالمے میں علی عمران نے مزاح کے مختلف حربے استعمال کیے ہیں جن میں موازنہ، تحریف، معصومانہ طنز اور غیر متوقع جواب شامل ہیں۔ جب خاور محاورے کی زبان میں اس سے جاننا چاہتا ہے کہ اس نے کار حاصل کرنے کے لیے رقم کن ذرائع سے حاصل کی ہے تو علی عمران محاورے کی زبان کو معصومیت کے ساتھ حقیقی معنی کی جانب موڑ دیتا ہے اور معصومانہ انداز میں طنز کرتا ہے کہ وہ اچھے بچوں کی طرح نہ صرف ہاتھوں کی بلکہ دانتوں کی صفائی کا خیال بھی رکھتا ہے۔ یہ معصومانہ طنز ہے جو کہ خاور کو بمنزلہ استانی یا والدہ کے درجے پر پیش کر رہا ہے۔ اس ندرتِ اظہار اور اور غیر متوقع جواب سے گفتگو میں ایک خاص قسم کی شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے اور خاور کے شک و شبہے پر مشتمل الفاظ اور غیر مہذب انداز سے ماحول میں جو کدورت پیدا ہو سکتی تھی اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور قارئین کو بھی جملہ بازی کا لطف محسوس ہوتا ہے۔ جملے میں علی عمران تحریف یا پیروڈی کی شکل میں مزاح کا استعمال کرتا ہے جب وہ مکان کی تلاشی لینے کے لیے خاور کو ساتھ لے جانا چاہتا ہے تو شگفتہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مکان کا کرایہ کہیں مکانیت سے زیادہ تو نہیں؟ گویا وہ کسی مظلوم کرایہ دار کو انصاف دلانے کی نیت سے حکومت کے فرائض ادا کرنے جا رہے ہوں جیسا کہ متعلقہ ادارے کا کوئی ذمہ دار فرد اس موقع پر یہی لب و لہجہ اختیار کرتا ہے۔ اس شگفتہ جملے سے کسی مکان کی تلاشی لینی کا جو مشکل کام تھا وہ آسان محسوس ہوتا ہے اور ماحول میں جو تناؤ مکان کی تلاشی لینے کے حکم سے پیدا ہو سکتا تھا وہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ یہی مزاح کی خاصیت ہے کہ وہ کسی بھی معاملے کی ایسی تصویر پیش کرتا ہے جس کی وجہ سے زندگی کی مشکل آسان دکھائی دینے لگتی ہے بلکہ بسا اوقات انسان اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

خاور کے لب و لہجے اور سوالوں سے اندازا ہوتا ہے کہ اسے مکان میں علی عمران اور جولیا کی ایک ساتھ موجودگی کی بنا پر کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو رہے تھے اور وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ دونوں افراد وہاں کیوں تھے؟ علی عمران اس کے شبہے کا جواب یہ کہہ کر دیتا ہے کہ صبر کر رہے تھے۔ اس کے شبہے کو مزید دور کرنے کے لیے علی عمران کہتا ہے کہ کاش اس وقت ہمارے والدین بھی موجود ہوتے۔ بظاہر یہ مزاحیہ جملہ ہے لیکن اس جملے کے ذریعے علی عمران خاور کے ذہن میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے کیوں کہ وہ دونوں وہاں سرکاری ڈیوٹی انجام دے رہے تھے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کوئی تیسرا اہل کار ان کی حفاظت کے لیے بھی موجود ہو سکتا تھا۔ علی عمران نے خاور کے شبہات کے جواب میں کوئی منفی طرز عمل اور رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ مزاحیہ انداز میں اس کے سوال کا جواب دے کر باہمی تعلق کو بھی بگڑنے سے بچایا اور ماحول کو بھی خراب نہ ہونے دیا۔ ایک اچھے مزاح نگار کی یہ

خاصیت ہوتی ہے کہ وہ تلخ اور کڑوی باتوں کو پی کر صورت حال کی ایسی منظر کشی کرتا ہے جس میں کدورتیں پیدا نہیں ہوتیں اور معاملہ آسانی سے سمجھ آجاتا ہے:

رول میز پر پڑا تھا۔ عمران دور کھڑا بسور رہا تھا۔ روشی جہاں تھی وہیں رہی لیکن وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہی تھی۔

"اب دیکھو نا۔" وہ مغموم لہجے میں بولا۔ "ایسے ہی واقعات مجھے اداس کر دیتے ہیں اور میں اداسی ہی کے عالم میں ستار بجانا شروع کر دیتا ہوں۔"

"ہاتھ لگا کر دیکھو ستار کو، کیا حشر ہوتا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں کوشش کروں گا کہ اداس نہ ہونے پاؤں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"آدمی بنو ورنہ میری تمہاری زندگی تلخ کر دوں گا۔"

"نہیں تم میری زندگی تلخ نہیں کر سکتیں۔ ویسے عنقریب یہ فلمی گیت مجھے یقینی طور پر موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

میرا نام عبدالرحمٰن

پستے والا میں ہوں پٹھان"(9)

اداسی کے عالم میں ساز بجانا تضاد کی ایک اچھی مثال ہے یا پھر یہ معاشرتی رویے پر ایک طنز ہے۔ علی عمران تضاد اور غیر متوقع جواب کے ذریعے مزاح پیدا کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔ اس اقتباس کے آخری جملوں میں کسی فلمی گیت کی پیروڈی کی گئی ہے۔ علی عمران دو مختلف شعرا کے مصرعوں کا جوڑ لگا کر گفتگو میں ندرت آمیز ضحک پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ پیروڈی کا استعمال بھی کرتا ہے۔ یہاں فلمی گیت کی پیروڈی کر کے دراصل ملک میں بنائی جانے والی فلموں کے معیار پر گہرا طنز کیا گیا ہے۔ یہ موازنے کی ایک مثال ہے اور موازنہ مزاح میں ایک خاص گُر ہے جس کے ذریعے التفاتِ ذہنی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ علی عمران معصومانہ انداز میں اپنے ستار بجانے کی وجہ کو بیان کر رہا ہے جس سے روشی کو مزید غصہ آجاتا ہے۔ وہ علی عمران کے ستار بجانے سے تنگ ہے کیوں کہ علی عمران کسی ماہر فن کار کی مانند ساز نہیں بجاتا جس سے سننے والوں کو نشاط حاصل ہو بلکہ اس کے بے ڈھنگے پن سے سامعین مزید کوفت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک مضحک صورت حال ہے۔ علی عمران اس قسم کی مضحک حرکتوں کے ذریعے بھی ماحول میں مزاح کا رنگ پیدا کرتا رہتا ہے:

"خاموش! اے واہیات عورت۔" اس احمد آدمی نے کہا جس نے اپنی کلائی زخمی کر لی تھی۔

"اگر تم نے بابا کی شان میں کوئی ایک نازیبا کلمہ اپنی زبان سے نکالا تو میں میں وقت۔۔۔ کیا کروں گا؟"

وہ اس طرح خاموش ہو کر سوچنے لگا جیسے سچ مچ اسے یاد نہ آرہا ہو کہ اسے اس وقت کیا کرنا تھا۔

"کیا تم دونوں۔" بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "شوہر اور بیوی ہو۔"

"ہاں۔" احمق شکاری سر ہلا کر بولا۔ "یہ میری شوہر ہے اور میں اس کا بیوی ہوں۔"

دوسرے لوگ ہنس پڑے اور عورت دانت پیسنے لگی۔

وہ احمق آدمی کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتی ہوئی بولی: "چلو یہاں سے۔۔۔ ہٹو۔۔۔ تمہارا دماغ بالکل خراب ہو گیا ہے۔"(10)

درج بالا حوالہ مضحک عملی کی ایک مثال ہے۔ یہ کردار مزاح کو ہر طرح سے برت سکتا ہے جو کہ دراصل ابن صفی کی مزاح نگاری میں کمال کی دلیل ہے۔ ایک ہی کردار بیک وقت ظرافت، خوش طبعی، طنز و مزاح پر مشتمل مکالموں اور اس کے ساتھ مضحک افعال کو بروئے کار لانے پر قدرت رکھتا ہے اور یہ سب اس خوبی اور فنکاری کے ساتھ پیش آتا ہے کہ کردار کی فطری صفات بھی متاثر نہیں ہوتیں۔ کہانی کے ماحول میں یہ تمام مضحک رویے اور مکالمے فطری رد عمل محسوس ہوتے ہیں۔ قارئین یہ جانتے ہیں کہ علی عمران ایک مضحک کردار نہیں ہے لہذا وہ اس کی مزاحیہ حرکات کا مقصد جاننے کے تجسس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ تجسس کہانی کے ماحول میں مزید دلچسپی پیدا کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر درج بالا مثال میں علی عمران ایک ایسے شوہر کی پیروڈی کر رہا ہے جو کہ غائب دماغ ہو اور ایک بدمزاج، تند خو اور جھڑالو بیوی نے اس کی رہی سہی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی زائل کر دی ہو۔ کہانی کا ماحول اس سوال کو جنم دے رہا ہے کہ اس قسم کی مضحک حرکات سے علی عمران کا مقصد کیا ہے؟

میں اس کی بیوی ہوں اور یہ میرا شوہر خیالِ معکوس کے اظہار کی صورت میں ایک شگفتہ طنز ہے۔ عام طور پر تند خو اور بدمزاج بیویاں اپنے آپ کو شوہر کے رتبے پر ہی فائز سمجھتی ہیں، اس سماجی رویے کو ایسے ہی طنز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ علی عمران مضحک اقوال کے ساتھ ساتھ مضحک افعال کے ذریعے بھی طنز و مزاح کا جادو جگاتا رہتا ہے:

"بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ تم کبھی احمق معلوم ہوتے ہو اور کبھی عقلمند۔" بوڑھا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اچھا یہ بتاؤ تمہیں اس مرنے والے کی آخری چیخ یاد ہے۔"

"ہاں شاید یاد ہے۔"

"اس نے کیا کہا تھا؟"

"شاید۔ ملائی کا شربت کہا تھا۔"

"نہیں۔ رائی کا پربت کہا تھا۔"

"ہو سکتا ہے یہی کہا ہو۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "مجھے شربت ہی یاد ہے میرے دادا جب مرنے لگے تھے تو انھوں نے سنگترے کا شربت مانگا تھا۔ اسی لیے میں نے کہا شاید اس نے بھی کسی قسم کا شربت ہی مانگا ہو۔ ملائی کا شربت۔"

عمران خاموش ہو کر منہ چلانے لگا۔ جیسے سچ مچ ملائی کے شربت کی لذت محسوس کر رہا ہو۔(11)

اس گفتگو میں علی عمران نے تحریف لفظی کی عمدہ مثال پیش کی ہے جس پڑھ کر بے ساختہ لبوں پر مسکراہٹ رینگ جاتی ہے۔ مزاح کا ایک گُر یہ بھی ہے کہ الفاظ کی بازی گری کی مدد سے کلام میں شگفتگی پیدا کی جائے۔ علی عمران لفظی تحریف میں کلام

رکھتا ہے۔ اس کے غیر متوقع جوابات بسا اوقات تحریفِ لفظی کے ساتھ ساتھ گفتگو کو ایک نئی معنویت فراہم کرتے ہیں۔ ہمارے سماج میں زبان کے ذائقے کو جس قدر اہمیت حاصل ہے مرتے ہوئے آدمی کی زبان سے نکلتے ہوئے الفاظ کو ملائی کا شربت جیسی تحریفِ لفظی عطا کرنا اسی سماجی رویے کی عکاسی ہے کہ لوگ مرنے مرتے بھی زبان کا چٹخارہ لینا پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگلے جملے میں مرحوم دادا کے فرضی قصے کو پیش کر کے علی عمران نے اپنے طنز کو مزید تقویت فراہم کی ہے۔ تاہم اس کا انداز اس قدر معصومانہ ہے کہ اس گہرے طنز کی کاٹ محسوس نہیں ہوتی۔ مزاح نگاری اس فن کا نام ہے کہ وہ زخم بھی لگا دے تو محسوس نہیں ہوتا۔ کچھ دیر بعد ہی اس کی گہرائی سمجھ آتی ہے:

"میرا کیا نام ہے۔۔۔!" فوزیہ نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"پپ۔۔۔ پلٹینہ۔۔۔ شاید!"

"پلٹینہ۔۔۔!" شلی ہنس پڑی۔ "بہت خوبصورت نام ہے۔"

"میرا نام فوزیہ ہے۔۔۔!" وہ پیر پٹخ کر بولی۔

"ارے توبہ۔۔۔!" عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنے دماغ کا کیا کروں۔۔۔ فوزیہ پر فوج یاد آتی ہے۔۔۔ اور پھر دونوں گڈ مڈ ہو کر پلٹن کی شکل اختیار کر لیتے۔۔۔ پھر پلٹن سے پلٹینہ۔۔ سوری مس فوزیہ۔۔!"(12)

اس اقتباس میں علی عمران التفاتِ ذہنی کی وجہ سے ایک لفظ سے دوسرے لفظ کی جانب مراجعت کی عادت کو بیان کر رہا ہے۔ یہ الفاظ کی بازی گری سے پیدا ہونے والے مزاح کی ایک مثال ہے۔ لفظ فوزیہ کو فوجیہ سے بدل کر اس کا ایک خود ساختہ گروہی لفظ پلٹینہ تیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے علی عمران اپنی معصومیت کا اظہار کر کے گفتگو میں ایک قسم کا شگفتہ پن لانا چاہتا ہے تاکہ وہ ان لڑکیوں سے ساتھ اپنی دوستی بڑھا سکے اور اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے:

"عمران نے ٹیپ ریکارڈر چلا دیا۔۔۔ ایک نسوانی آواز آئی۔ "ہیلو۔۔۔ عمران۔۔۔ عمران۔ موجود ہے یا یا نہیں۔۔۔؟"

جی۔۔۔ میں بول رہا ہوں جناب عالیہ۔۔۔!' عمران کی آواز آئی۔

"تم کہاں مر گئے تھے؟" عورت کی آواز آئی۔

"جی ذرا باتھ روم تک گیا تھا۔۔۔ کسی نے دودھ میں پھٹکڑی پلا دی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔۔۔ میں پوچھ رہی ہوں کہ پندرہ دن کہاں غائب تھے؟"

"جی وہ کدو کاشت کر رکھی ہے۔ فصل کاٹنے گیا تھا۔ پھر سبزی منڈی میں ٹک جانا پڑا۔۔۔ آپ کون ہیں بیگم صاحب۔۔۔!"

"بیگم ایکس ٹو۔۔۔!"

"ارے باپ رے۔۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"اس نام کا ایک بڑا ظالم بم ہوا کرتا تھا پچھلی جنگ عظیم میں۔۔۔!"

"تمہاری بکواس سننے کے لیے فون نہیں کیا گیا۔۔۔!"

"تو پھر میرے لائق کوئی خدمت۔۔۔!"

"صاحب کو ملیریا ہو گیا ہے۔۔۔!"

"الحمدللہ۔۔۔!"

"کیا کہا۔۔۔!"

"جی کچھ نہیں۔۔۔ چھٹی پر جاتے نہ تھے کسی طرح۔ مچھروں کا بہت بہت شکریہ۔!"

"بکواس بند کرو۔۔ کام سنو۔۔۔!"

"جی۔۔ فرمایئے۔۔۔!"

"کل صبح تین مرغیاں۔۔۔ ڈھائی سیر آلو۔۔۔ اور بکرے کی ایک ران بنگلے تک پہنچا دینا۔!"

"کیا مچھر بھی ابھی مقیم ہیں۔۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔!"

"صاحب سے تو آدھی مرغی بھی نہیں چلتی۔"

"شٹ اپ۔۔۔!" کہہ کر شائد سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔۔۔ عمران نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آف کر دیا۔(13)

یہ گفتگو دراصل ایک سماج میں افسر اور ماتحت کے مابین پائے جانے والے روایتی تعلق پر ایک شگفتہ طنز بھی ہے۔ ہمارے یہاں سرکاری افسران کی بیگمات بھی افسر ہی کا درجہ رکھتی ہیں اور وہ صاحب کے ماتحتوں پر بالکل ذاتی ملازموں کی مانند حکم چلاتی ہیں۔ اس گفتگو میں غیر متوقع جواب، طنز اور موازنے جیسے مزاح کے گُر استعمال ہوئے ہیں۔ پھٹکڑی والے دودھ کا ذکر ایک قہقہہ آمیز صورت حال کی نشان دہی کرتا ہے۔ بیگم صاحبہ کا کردار ادا کرنے والی خاتون کو اس جواب کی ہرگز توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی طرح پندرہ دن کی چھٹی کے جواز میں زراعت کا ذکر مقامی صورت حال کے ساتھ موازنہ ہے کیوں کہ سرکاری ملازمین اس قسم کے کاموں کے لیے مختلف اوقات میں چھٹیاں لیتے رہتے ہیں۔ سرکاری مشنری اسی وجہ سے سست روی کے ساتھ کاموں کو انجام دیتی ہے۔ یہ مکالمہ ہمارے سرکاری دفاتر کی صورت حال پر ایک معصومانہ طنز بھی ہے۔ افسر کی بیماری کی وجہ سے ماتحت بے ساختہ الحمدللہ کہتا ہے جو کہ اس بات کا اظہار ہے کہ وہ اپنے باس سے کس قدر تنگ ہے۔ یہ ایک غیر متوقع رویہ بھی ہے جس پر بولنے والے خاتون کو حیرت ہوتی ہے۔ غیر متوقع جواب اور معصومانہ طنز نیز موازنے کی وجہ سے اس سلسلہ گفتگو میں شگفتگی اور مزاح کا ایسا عنصر پیدا ہو گیا ہے جو قارئین کی طبیعت میں بھی نشاط پیدا کر دیتا ہے:

"دوسرے گلاس کے اختتام پر بالکل متفق ہو جاؤں گا۔"

"آپ کو متفق ہونا ہی پڑے گا۔ میں غلط نہیں کہتا۔ مگر آپ کیا جانیں آپ نے شاید کبھی محبت بھی نہ کی ہو۔!"

"اس کے لیے کوالیفائیڈ نہیں ہوں۔!"

"کیا مطلب۔۔۔!"

"میرا معدہ کبھی خراب نہیں ہوا۔۔۔!"

"میں نہیں سمجھا۔۔۔!"

"معدے میں پیدا ہونے والی بعض ناقص رطوبتیں محبت کا قوام بناتی ہیں۔!"

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔!"

"طبی حقیقت ہے۔۔۔!"

"سارا قصور میری ماں کا ہے!"

"کیا مطلب۔۔۔!"

"بچپن میں مجھے مار مار کر کیسٹر آئیل پلایا کرتی تھی۔!"

"تب تو معدہ ہی باقی نہ بچا ہو گا۔"(14)

علی عمران کی گفتگو میں عشق و محبت کے سماجی چلن پر بکثرت طنز ملتا ہے۔ سماج کے عام لوگوں کی مانند علی عمران بھی طب اور مختلف بیماریوں کے علاج میں گھریلو ٹوٹکوں اور مجربات کا ذکر ضروری سمجھتا ہے۔ دراصل یہ موازنہ کی ایک صورت ہی ہے۔ وہ ناخواندہ لوگوں کے نظریات کی پیروڈی کرتا دکھائی دیتا ہے اور اس سلسلے میں مختلف طبی نظریات کو تحریف کے ساتھ بیان کرتا رہتا ہے۔ عشق و محبت کے معاملے کو دماغ کے خلل کے بجائے معدے کی خرابی کا سبب گردانتا ہے جس کہ وجہ سے گفتگو میں مزاح کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت کا معدے میں پیدا ہونے والی رطوبتوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن علی عمران کے خیال میں دماغ کے اس خلل کا معدے ہی کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ تضاد اور غیر متوقع جواب کی ایک عمدہ مثال ہے۔ عشق و محبت کو معدے کا خلل بیان کرنا ایک قسم کی مبالغہ آرائی بھی ہے جس کی وجہ سے کلام میں ندرت آمیز شگفتگی پیدا ہو گئی ہے۔ بیماریوں اور ان کے طبی ٹوٹکوں کا ذکر عام لوگوں کی گفتگو میں جس طرح پایا جاتا ہے اسے مبالغہ آمیزی اور ندرت کے ساتھ علی عمران کچھ اس انداز میں بیان کرتا ہے کہ ایک معصومانہ حماقت منعکس ہوتی ہے اور مکالمہ ایک نئی جہت میں تبدیل ہو جاتا ہے:

"پتہ نہیں تم کیا کر رہے ہو؟ مجھے اس طرح تاریکی میں نہ رکھا کرو! "

"تاریکی بڑی اچھی چیز ہے سوپر فیاض! مثلاً یہ کہ تم تاریکی میں کسی کو آنکھ مارو تو وہ قطعی برا نہیں مانے گا! تجربہ کر کے دیکھ لو! "

"تم پر ہر وقت لعنت بھیجنے کو جی چاہتا ہے۔ "فیاض چڑ گیا۔

"بذریعہ ڈاک بھیجا کرو! بسا اوقات میں گھر پر موجود نہیں ہوتا! ویسے آج کل جو تمہاری اسٹینو ہے اس کی عمر بتاو! میں اسے پچیس سے ضرب دے کر اپنا سر پھوڑوں یا تمہاری بیوی کی زندگی کا بیمہ کرادوں۔ "

"تم کام کی بات نہیں کروگے! "

"نہیں دوست! میں اب اس کام سے بری طرح اکتا گیا ہوں! اب کوئی دوسرا دھندہ دیکھوں گا!۔۔۔ ویسے کیا خیال ہے تمہارا، اگر میں مچھلیوں کی آڑھت کرلوں! " (15)

مچھلیوں کی آڑھت عوامی مزاج کے موازنے کی مثال ہے۔ علی عمران کے مکالموں میں غیر متوقع جواب کے طور پر اس قسم کے مزاح کی مثالیں جابجا ملتی ہیں۔ کبھی وہ بھینسوں کی فارمنگ کے ارادہ ظاہر کرتا ہے تو کبھی مرغیوں پال کر انڈے جمع کرنے کا پروگرام پیش کرتا ہے، کبھی وہ اپنے پیشے سے اکتا کر سبزیوں کی آڑھت کا خیال نکال لاتا ہے۔ درج بالا مثال میں بھی اس نے پیشے سے اکتا کر مچھلیوں کی آڑھت کا خیال پیش کیا ہے جو خود بھی ایک مشکل پیشہ ہے لیکن وہ اپنی اکتاہٹ کا اظہار ایک مشکل کام اختیار کرنے کی سوچ کے ذریعے ظاہر کر رہا ہے۔ یہ طرزِ گفتگو عام طور پر عوامی مجلسوں میں دیکھا جاتا ہے۔ لوگوں کو اپنے کام کی بجائے دوسروں کا کام زیادہ پسند آتا ہے اور وہ اس قسم کے جذبات و احساسات کا اظہار نجی محفلوں میں کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ ان کا کام ٹھیک نہیں، ان کے مزاج کے مطابق نہیں یا ان کے لیے موزوں نہیں لہذا کوئی دوسرا پیشہ دیکھنا چاہیے۔ علی عمران کا ایسے مکالمے دراصل معاشرے کے اس طرز پر معصومانہ طنز بھی ہے اور ایک شگفتہ مزاح بھی:

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا! "گلوریا ایک جھٹکے کے ساتھ دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

" دماغ تو بالکل ٹھیک ہے! البتہ معدہ عموماً خراب رہتا ہے! آج کل پھر اینڈریوز سالٹ کا استعمال شروع کر دیا ہے! کچھ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ جگر بھی خراب ہوگیا ہے لیکن میں اسے تسلیم کرنے کے لیے نہیں ہوں۔" (16)

اس گفتگو میں علی عمران نے کرداری مزاح اختیار کیا۔ گلوریا کی طعن و تشنیع کو علی عمران نے معصومیت کے ساتھ ایک سنجیدہ سوال کی شکل دے کر اس کا غیر متوقع جواب دیا ہے یعنی میرا دماغ نہیں لیکن معدہ ضرور خراب رہتا ہے۔ یہ خیالِ معکوس کی ایک مثال بھی ہے کیوں کہ دماغ کے خراب ہونے کا ذکر عام ہے لیکن معدے کے خراب ہونے کا ذکر عام طور پر خواتین کے سامنے نہیں کیا جاتا بلکہ اسے ایک معیوب بات سمجھ کر پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ تاہم لوگ اپنے دوستوں کی مجلس میں اپنی بیماریوں یا جسمانی تکالیف کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں مختلف دواؤں یا ٹوٹکوں کے استعمال کا ذکر بھی عام طور پر کیا جاتا ہے۔ علی عمران نے اسی عوامی رویے کی پیروڈی کی ہے کیوں کہ حقیقت میں اس کا معدہ خراب نہیں تھا۔ اس نے گلوریا کے جملے میں پوشیدہ تنقید کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے جملے کو ظاہر پر محمول کیا اور مزاح کی شگفتگی سے کام لیتے ہوئے ماحول کو بوجھل بنانے کی بجائے اس میں رویے کے ذریعے کشادگی پیدا کر دی جو کہ علی عمران کی شگفتہ مزاجی کا عمدہ اظہار ہے۔

علی عمران نے سماجی رویے کی پیروڈی کرتے ہوئے معدے کی اصطلاح کے لیے دی جانے والی ایک معروف دوا کا ذکر کیا ہے۔ یوں گفتگو میں ظرافت کے اظہار سے روہے کی تلخی ختم ہو گئی اور ماحول میں تناؤ پیدا نہ ہوا۔

ابن صفی کی اختراع اردو جاسوسی ادب کے معروف ترین کردار علی عمران کی گفتگو، مکالموں اور اس کے مضحک افعال میں مزاح کے مختلف رنگ موجود ہیں جن کا ایک سرسری جائزہ درج بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ علی عمران کے مزاحیہ اقوال و افعال میں مقصدیت کا ایک گہرا راز بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ گفتگو میں غیر متوقع جواب دے کر یا تضاد کی تکنیک استعمال کر کے مخاطب کو چونکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ قولِ محال یا خیالِ معکوس کا استعمال کرنے یا معصومیت کے ساتھ تجاہلِ عارفانہ کو بروئے کار لانے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ موازنے کا گر آزماتا ہے اور یا اشعار کا جوڑ بٹھا کر پیروڈی یا تحریف کے ذریعے تحریر میں شگفتگی پیدا کرتا ہے۔ اس کے مزاح کا ہر پہلو بظاہر ضمنی لیکن حقیقت میں کوئی خاص معنویت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔ ظرافت یا مزاح کا یہ انداز اعلیٰ ادبی پیرایہ رکھتا ہے۔

علی عمران کے مزاح کا ایک پہلو یہ بھی ہے وہ شائستگی، تحمل، شگفتہ بیانی اور اعلیٰ ادبی ذوق کے مطابق ہوتا ہے۔ جملے گویا کسی ٹکسال میں ڈھلے ہوئے، ایک خاص ربط میں بندھے ہوئے اور جمالیاتی ذوق میں گندھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ علی عمران جب کوئی شعر اپنی شگفتہ بیانی کے ساتھ، پیروڈی یا موازنے کے طور پر ادا کرتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس شعر کی میں ایک انوکھی معنویت پوشیدہ تھی جو کہ خود کو عیاں کرنے کے لیے کسی ایسے ہی موقع کی منتظر تھی۔ شعر و ادب کی دنیا کو جاسوسی مہمات کا حصہ بنا دینا اعلیٰ تخیل اور زبان و بیان کی کمالِ مہارت کا نمونہ ہے اور اعلیٰ ادب کی تخلیق میں بیان کردہ دونوں عناصر بنیادی وصف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابنِ صفی کے طرزِ مزاح کا جائزہ لینے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ صرف جاسوسی ناول نگار ہی نہ تھے بلکہ انھوں نے اپنے ناولوں میں اعلیٰ درجے کے طنز و مزاح کے نمونے ملتے ہیں۔ فی الواقع نقادوں نے انھیں مزاحیہ ادب کے ایک عظیم قلم کار کی حیثیت سے دیکھنے کو شش ہی نہیں کی۔ ابنِ صفی کے مزاح کا گہری نظروں سے جائزلیا جائے تو یہ امر آشکارا ہوتا ہے کہ ان کے طرزِ مزاح، تخلیقی ظرافت اور شگفتہ بیانی پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے کیوں کہ ادبی فن کاری، عالمانہ گہرائی اور معاصر حالات سے گہری آشنائی کی بدولت ان کا مزاح گیرائی اور گہرائی کا حامل ہے، فرق یہ ہے کہ وہ جاسوسی ادب کے ایک نسبتاً سطحی سمجھے جانے والے موضوع میں بکھرا ہوا ہے لیکن یہ کنول کے وہ پھول ہیں جو جھیل کے رہنے کی وجہ سے بسا اوقات کم قیمت سمجھے جاتے ہیں، یا ان کا یہ مزاح دراصل ان موتیوں کی مانند ہے جو کہ سیپیوں میں پوشیدہ ہے۔

فنِ ظرافت نگاری اور مزاح میں ابنِ صفی نے دیگر کرداروں کا استعمال بھی کیا ہے۔ ان کے مضحک کرداروں مثلاً قاسم یا ہدہد کے جملے ظرافت اور ایک مضحک کردار کی عمدہ نمائندگی کرتے ہیں تاہم ابنِ صفی کے لازوال کردار علی عمران کی مزاح نگاری دراصل علمِ ادب کا ایک عمدہ باب ہے کیوں کہ علی عمران ظاہری حماقت اور مضحک رویے کے باوجود دوسرے کرداروں کا احترام،

محفل کی شائستگی، شگفتہ بیانی اور ظاہر داری کا پاس رکھتا ہے اور مکالمے کے ادبی معیار کو گرنے نہیں دیتا۔ یہ عملی زندگی میں بھی کسی حقیقی کردار کا ایک بڑا وصف ہوتا ہے کہ وہ مخالفت، الزام تراشی اور شر انگیز رویے کا متانت، خوش طبعی، شگفتہ بیانی اور شیریں مقالی سے جواب دے اور اپنی گفتگو کے معیار کو گرنے نہ دے۔ ابنِ صفی نے علی عمران کے عملی کردار میں ہمت و حوصلے، تحمل، بردباری اور ذہانت کو پیش کیا ہے۔ اس کردار کی ظریفانہ رویے میں بھی اس معیار کو قائم رکھا ہے اور یہی ان کا وہ ادبی مقام ہے جس تک پہنچا کسی بھی قلم کار کے لیے از حد دشوار ہے۔

حوالہ جات

1 قمر رئیس ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت اور ہم عصر رجحانات: ایک جائزہ (دہلی: اردو اکادمی، مارچ 1986ء) 15۔

2 وزیر آغا، اردو ادب میں طنز و مزاح (لاہور: اکادمی پنجاب ٹرسٹ، بار اول، مارچ 1958)، 40۔

3 ابنِ صفی، خوف ناک عمارت، عمران سیریز جلد اول (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 15، 16۔

4 ایضاً، 29، 30۔

5 ایضاً، 30، 31۔

6 ابنِ صفی، لاشوں کا بازار، عمران سیریز جلد 4 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 61۔

7 ابن صفی، الفانسے، عمران سیریز جلد 5 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد) ، 176۔

8 ابن صفی، قاصد کی تلاش، عمران سیریز جلد 7 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد) ، 23۔

9 ایضاً، 26، 27۔

10 ابن صفی، رائی کا پربت، عمران سیریز جلد 7 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 131۔

11 ایضاً، 133۔

12 ابن صفی، مونالیزا، عمران سیریز جلد نمبر 30 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 30۔

13 ابن صفی، بیگم ایکس ٹو، عمران سیریز جلد 23 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 198۔

14 ابن صفی، شہباز کا بسیرا، عمران سیریز جلد 23 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 314، 315۔

15 ابنِ صفی، قبر اور خنجر، عمران سیریز جلد 13 (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، سن ندارد)، 123۔

16 ایضاً، 174۔

References in Roman Script

1. Qamar Raees Dr., Urdu Adab me Tanz o Mizah ki Rewayt oor Hamasar Rujhanat: Aik Jaeza, (Dehli, Urdu Academy, March 1986), 15.
2. Wazeer Agha, Urdu Adab my Tanz O Mizah, (Lahore: Accademy Punjab Trust, 1st, March 1958), 40.
3. Ibn-e-Safi, Khofnak Emarat, Imran Series Jild 1st (Lahore: Israr Publications) 15,16.
4. Ibid, 29,30
5. Ibid, 30,31
6. Ibn-e-Safi, Lashoon Ka Bazar, Imran Series Jild 4th (Lahore: Israr Publications), 61.
7. Ibn-e-Safi, Alfansy, Imran Series Jild 5th (Lahore: Israr Publications) 176.
8. Ibn-e-Safi, Qasid Ki Talash, Imran Series Jild 7 (Lahore: Israr Publications) 23.
9. Ibid, 26,27
10. Ibn-e-Safi, Rai Ka Parbat, Imran Series Jild 7th (Lahore: Israr Publications) 131.
11. Ibid, 133
12. Ibn-e-Safi, Mona Lisa, Imran Series Jild 30 (Lahore: Israr Publications) 30.
13. Ibn-e-Safi, Begum X2, Imran Series Jild 23rd (Lahore: Israr Publications) 198.
14. Ibn-e-Safi, Shehbaz Ka Basera, Imran Series Jild 23rd (Lahore: Israr Publications) 314,315.
15. Ibn-e-Safi, Qabar Oor Khanjar, Imran Series Jild 13 (Lahore: Israr Publications) 123.
16. Ibid, 174.